حضرت مولانا محمد انور بدخشانی زید مجدہٗ کے اہم علمی ملفوظات

(حدیث اور فقہ کے درس کے دوران)

ضبط وترتیب: مولانا سفیان بلند

☆:......نیت لغوی یہ ہے کہ بندہ مطلق طاعت کی نیت کرے اور نیت شرعی یہ ہے کہ بندہ اس عمل کو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرنے کی نیت کرے، قرآن کریم میں ''مخلصين له الدين'' اور حدیث مبارک میں ''إنما الأعمال بالنيات'' میں اسی نیتِ شرعیہ کی طرف اشارہ ہے کہ اعمال شرعی اس وقت قبول ہوتے ہیں جب وہ نیت شرعیہ کے ساتھ ہوں، اس فرق کو لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔

☆:......اللہ تعالیٰ کی بعض صفات ذاتی ذات الاضافات ہیں، مثلاً خالق وقادر یعنی خالق بالمخلوقات وقادر بالمقدورات، بعض صفات حقیقی ہیں، مثلاً حی، قیوم، صمد، بعض اضافی ہیں، مثلاً: ''غافر الذنب وقابل التوب، شديد العقاب''، بعض صفات سلبی ہیں، مثلاً ''لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ'' وغیرہ۔

☆:......قرآن کریم میں لفظ قرآن جہاں معرفہ آیا ہے وہاں کتاب معین یعنی قرآن کریم مراد ہے اور جہاں نکرہ آیا ہے وہاں مقرو (مصدر بمعنی مفعول) مراد ہے اور اس سے دیگر کتب سماوی بھی مراد ہیں، مثلاً ''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ'' اور ''وَلَوْ أَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ''

☆:......غریب القرآن وغریب الحدیث کا تعلق مفردات سے ہے اور مشکل القرآن ومشکل الحدیث کا تعلق جملوں سے ہے، لفظ ''تناوش'' غریب القرآن ہے کہ اس کا تعلق مفردات سے ہے، مفرداتِ امام راغب غریب القرآن کے متعلق ہے، دونوں موضوعات کے لیے الگ الگ کتابیں ہیں۔

☆:......قرآن کریم کے الفاظ کو لفظ کہنے میں بے ادبی معلوم ہوتی ہے، اس لیے اصولیین نے نظم کا لفظ نکالا کہ اس کا معنی ہے موتیوں کو پرونا، جبکہ لفظ کا معنی ہے پھینکنا، چونکہ آیاتِ قرآنی موتیوں کی طرح پروئی ہوئی ہوتی ہیں، اس لیے اس کے لیے لفظ نظم مناسب ہے، مگر میری نگاہ سے نہیں گزرا کہ قرآن نے نظم قرآنی کو نظم کہا ہو۔

فرمایا کہ: اشکال ہوسکتا ہے کہ آپ نے ''نظم قرآنی'' کا لفظ نکالا، تاکہ بے ادبی نہ ہو، مگر

نظم کا لفظ بھی شعر کے معنی میں ہے جو کہ ممدوح نہیں ''وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنبَغِي لَهُ، وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُوْنَ'' لہٰذا نظم کا لفظ بھی درست نہ ہونا چاہیے؟

جواب یہ ہے کہ نظم کا معنی مجازاً شعر ہے اور حقیقت میں موتیوں کو پرونے کے معنی میں آتا ہے اور یہاں حقیقی معنی میں مراد لیا گیا ہے۔

☆: ...... ہماری بہت سی تفسیر' تاویل ہیں، ہم اس کو مجازاً تفسیر کہہ دیتے ہیں، حالانکہ تفسیر وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اور تاویل وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو، یہی وجہ ہے کہ دلیل قطعی سے ثابت ہونے والا مفسَر اور دلیل ظنی سے ثابت ہونے والا مؤوَّل کہلاتا ہے۔

☆: ......ششماہی امتحان کے بعد کتابوں کو جلدی جلدی ختم کرانا اور نہ سمجھنا، یہ کتاب کو پورا کرنے کے لیے ایک رسمی طریقہ بن گیا ہے، یہ نظام تعلیم کے ساتھ ظلم ہے کہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں، یہ دوسروں کو دھوکہ دینا درحقیقت اپنے آپ کو دھوکہ دینا ہے جس کا خود شعور نہیں: ''وَمَا يَخْدَعُوْنَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ''

☆: ......ہمارے درس نظامی کی معروف فقہ کی کتاب ہدایہ اُصول فقہ سے پُر ہے، اس میں اصول فقہ دونوں معنوں میں ہے، ایک معنی ہے''أدلة الفقه''اس کو صاحب ہدایہ''لقوله تعالى''اور ''لقوله عليه السلام'' سے بیان کرتے ہیں اور دوسرا معنی ہے وہ قواعد کلیہ جن کی روشنی میں احکاماتِ فرعیہ کو قرآن و حدیث سے مستنبط کیا جاتا ہے، اس کو صاحب ہدایہ ''لِأَنَّ'' کہہ کر بیان کرتے ہیں، یہ فرضی اصول نہیں ہیں، بلکہ قرآن وحدیث سے استنباط کیے ہوئے ہیں۔

☆: ......احکام کی علل ''ہدایہ'' اور ''حجۃ اللہ البالغۃ'' دونوں میں ہیں، لیکن دونوں میں فرق ہے، مولانا سیاح الدین کاکاخیل مرحوم نے بتلایا کہ حجۃ اللہ البالغۃ میں علل ترغیبی وترہیبی ہیں، ان سے اجتہاد و استنباط کرنا ممکن نہیں اور ہدایہ کے علل سے اجتہاد و استنباط کرنا ممکن ہے، کیونکہ وہ بتلاتے ہیں کہ یہ مسئلہ کیوں ہے؟ وغیرہ۔

اقول: دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ ''ہدایہ'' میں علل واسباب کا بیان ہے اور ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں حِکَم واسرار کا بیان ہے۔ احکام کا مدار علل واسباب پر ہوتا ہے، حِکَم واسرار پر نہیں، اس لیے کہ علل احکام سے مقدم اور حِکَم مؤخر اور زوائد وفوائد کی قبیل سے ہوتی ہیں۔ یہ نکتہ بہت اہم ہے کہ عموماً علل اور حکم کے درمیان فرق نہ کرنے کے نتیجے میں بہت سے خلجانات پیدا ہوتے ہیں۔ (از مرتب)

☆: ......حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اجتماعی طور پر ایصالِ ثواب کرنے کا شرعاً ثبوت نہیں ہے، البتہ انفرادی طور پر ہر شخص اپنے طور پر بخش دے تو بہتر ہے اور اس کا شرعاً ثبوت بھی ہے۔ ہمارے معاشرے میں اجتماعی ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے، اور آخر میں ایک قاری صاحب

بآوازِ بلند قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور پھر دعا کرتے ہیں، اس کا کیا مقصد ہے؟ کیا باقیوں کی تلاوت بے کار رہے؟ ہم نے خود یہ چیزیں بنائی ہیں، کوئی ناراض ہو یا راضی، صحیح بات یہی ہے۔

☆:......اگر امامت کرنے والے میں تین صفات ہوئیں تو قیامت تک امام رہے گا:

۱:......مستغنی ہونا۔

۲:......متواضع اور خوش اخلاق ہونا۔

۳:......لوگوں کی سیاست اور سیاسی مسائل میں حصہ نہ لینا۔

☆:......روزہ کی علت اللہ تعالیٰ نے تقویٰ بیان فرمائی ہے: ''لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ'' لہٰذا اب جو چیز بھی خلافِ تقویٰ ہے وہ ممنوع ہے، چنانچہ غیبت اور جھوٹ تقویٰ کے منافی ہیں، اس لیے ممنوع ہیں۔

☆:......حضرت مولانا طارق جمیل صاحب دامت برکاتہم جامعہ میں ۱۱؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۰؍اگست ۲۰۰۳ء کو تشریف لائے، ہمارے دورہ حدیث کا سال تھا، حدیث کی اجازت بھی مرحمت فرمائی، اگلے دن استاذ محترم نے درسگاہ میں فرمایا: ''مولانا طارق جمیل صاحب نے ایک بات بہت عمدہ فرمائی کہ جس چیز کا شر غالب ہو اس کو نہ کرو اور جس کا خیر غالب ہو اس کو کرو۔ پھر استاذ محترم نے فرمایا کہ ہم خیر کے کام کو نہیں کریں گے تو شر غالب آئے گا، تبلیغ کے کام میں خامیاں ہوں گی، مگر اس کی خیر غالب ہے۔''

☆:......قرآن کریم میں چار قسم کے امتحانات کا ذکر ہے:

تقویٰ کا امتحان......''أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى''

مصائب کا امتحان......''وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ''

علم کا امتحان......''إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ''

عمل کا امتحان......''أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا''

☆:......کوئی آدمی صرف بخاری شریف کو ''فتح الباری'' کے ساتھ دو سال پڑھے تو اس کو بقیہ کتب صحاح کی ضرورت نہیں، زیادہ سے زیادہ فقہ مقارن کے لیے ترمذی کو دیکھے تو اس میں کچھ رجال کے بارے میں معلوم ہوگا، اس کے ساتھ ''عارضة الأحوذی'' رکھ لے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا کوئی علم میں نہ ہوگا۔

☆:......امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ مطالعہ، تلاوت وغیرہ جو آپ کو نماز سے روک دے، اس میں ثواب نہیں۔

☆:......میرے استاذ مفتی محمد فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم اکوڑہ والے فرماتے ہیں کہ بچہ بڑا ہوکر ہوشیار ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے باپ کو کیا آتا ہے، اس کو تو کمربند کھولنا بھی نہیں آتا، میں کہتا ہوں

کہ اگر تیرے باپ کو کمر بند کھولنا نہ آتا تو تُو نہ آتا، جیسے آج کے دور میں مضمون لکھنے والا اردو میں چند انگریزی کے الفاظ لکھتا ہے، تاکہ معلوم ہو کہ وہ دقیانوسی نہیں ہے، بلکہ اسکالر ہے، اسی طرح گزشتہ دور میں اپنی کتابوں میں منطق لانا فیشن تھا، تاکہ معلوم ہو کہ لکھنے والا اونچا آدمی ہے اور عقلی دلائل جانتا ہے۔

☆ :...... یہ غلط ہے کہ ملائکہ مجرد عن المادہ ہیں، صحیح بات یہ ہے کہ ان کا مادہ موجود ہے، قرآن کریم میں ہے: ''أُولِیْ أَجْنِحَةٍ مَّثْنٰی وَ ثُلَاثَ وَرُبَاعَ۔''

☆ :...... کون کہتا ہے کہ اصولِ فقہ کی کتاب تلویح شرح ہے، یہ شرح نہیں بلکہ حاشیہ ہے۔ کافیہ کو برباد کیا تحریر سنبٹ نے اور سلم کو برباد کیا اردو کی لمبی لمبی تقریروں نے کہ مقصد ہی فوت ہو گیا۔

☆ :...... علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے لطیف انداز میں حنفیوں پر رد کرتے ہیں اور حوالہ بھی ذکر نہیں کرتے، مجھے اسی وجہ سے مرجانیؒ بہت پسند ہے کہ وہ ان کا ادب کے ساتھ جواب دیتے ہیں۔

☆ :...... قدیم فلسفہ میں اجسام کی طبیعت سے بحث کی جاتی ہے کہ وہ متحرک ہے یا ساکن، اس کی حرکت وسکون کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں، جدید فلسفہ میں اس سے بحث ہے کہ اس جسم سے ہمیں کیا فائدہ ہے؟ یہ ہمارے کام کی چیز ہے، اس کے ذریعے تعلیماتِ قرآن وحدیث کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

☆ :...... انگریزی زبان میں اشتراک زیادہ ہے اور یہ لغت کا دامن تنگ ہونے اور قحط زدہ ہونے کی علامت ہے اور عربیت میں ترادف زیادہ ہے اور یہ لغت کا دامن وسیع ہونے کی علامت ہے، عربی میں سمجھانا بنسبت انگریزی کے زیادہ آسان ہے۔

☆ :...... صاحب کشاف نے ''أساس البلاغة''، لکھی جو کہ لغت پر مشتمل ہے، نہ کہ بلاغت پر، چونکہ بلاغت کی بنیاد لغت پر ہے اس وجہ سے اس کو ''أساس البلاغة'' کہا جاتا ہے، لیکن ہمارے طلبہ آج کل لغت سے ناآشنا ہوتے ہیں، ان کو اس طرف توجہ دلائی نہیں جاتی۔

www.banuri.edu.pk